سوال

(149)بیمہ کمپنی سے زندگی کا بیمہ کرانا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بیمہ کمپنی سے زندگی کا بیمہ کرانا جائز ہے۔ یا ناجائز جس کی صورت یہ ہوتی ہے۔ کہ ایک میعاد مقررہ تک ماہواری ایک رقم مقررہ کمپنی کو ادا کرنی پڑتی ہے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر بیمہ کرانے والا فوت ہوجائے گا۔ تو رقم مقررہ پوری جس رقم کا بیمہ کرایا ہے۔ وارثان کو مل جائے گی۔ اور اگر میعاد مقررہ تک زندہ رہا تو بعد گزرنے معیاد کے جمع شدہ رقم جو اس عرصہ میں ادا کی ہے۔ مع نفع کے مل جائے گی۔ کیا شرع شریف میں ایسا بیمہ کرانا جائز ہے۔؟ (محمد امین کلکتہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سوال میں مع نفع کا لفظ تشریح طلب ہے۔ جہاں تک ہمیں ان کمپنیوں کے قواعد کا علم ہے۔ نفع کا ذکر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک مقررہ رقم ہوتی ہے۔ مثلاً ہزار یا لاکھ کا بیمہ ہوتا ہے۔ بیمہ کی رقم ماہوار یا ہر سہ ماہ بعد ادا کی جاتی ہے۔ اس ادائیگی کی معیاد مقرر ہوتی ہے۔ دیتا دیتا مر جائے تو مقررہ رقم اس کے وارثوں کو مل جاتی ہے۔ میعاد تک زندہ رہے تو خود لے سکتا ہے۔ اس کی بناء دراصل ہمدردی پر ہوتی ہے۔ یعنی بیمہ کرانے والا اگر مر جائے تو اس کے وارثوں کو ایک معقول رقم مل سکے اس لئے میں اس کو جائز جانتا ہوں۔ انما الاعمال بالنیات (13.جمادی الثانی سن 46ھ)

فی الواقع اگر بیمہ کمپنیوں کے قواعد وضوابط میں خط کشیدہ دفع ہو تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس صورت میں مفتی مجیب کے نزدیک بھی یہ چیز جائز نہیں جیسا کہ آپ مرقومہ جواب سے مترشح ہوتا ہے۔ (مولف)

شرفیہ

بیمہ زندگی یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص بیمہ کمپنی سے پانچ ہزار روپے کا بیمہ کراتا ہے۔ کہ میں پانچ یا دس سال یا کچھ کم وبیش مدت میں یہ رقم مذکور قسطوں سے ادا کرتا رہوں گا۔ مثلاً بیس پچیس روپیہ ماہوار یا سہ ماہی وغیرہ پھر بعد میعاد مذکور واوائے رقم مذکورہ مجھ کو وہ میرا روپیہ یا رقم مذکور سب کی سب معہ سود مثلاً بجائے پانچ ہزار کے معہ سود چھ یا سات ہزار دیں گے۔ اور اگر میں مدت میعنہ مذکورہ میں قبل ادا کرنے رقم مذکور کے مر گیا تو میرے وارث کمپنی سے پورے پانچ ہزار روپیہ وصول کرلیں گے۔ اور کمپنی کو دینی واجب ہوگی۔ اگرچہ میں نے بجائے پانچ ہزار کے ایک ہی قسط بیس یا پچیس روپے ادا کی ہو۔ اور کمپنی اس قسم سے جو بیمہ والوں سے لیتی ہے۔ تجارت کرتی ہے پھر تجارت سے جتنا نفع ہوتا ہے۔ حساب کر کے بیمہ والوں کو اس کا سود دیتی ہے۔ اور کمپنی کا کاروبار سود کا ہوتا ہے۔ اب واضح ہوا کہ اس بیمہ کی حرمت کے دلائل یہ ہیں اول یہ کہ یہ سود کا معاملہ ہے۔ لہذا قطعاً حرام ہے۔ اس لئے کہ اس میں خطرہ ہے۔ کیا معلوم کے بیمہ والا مدت مذکورہ میں زندہ رہے گا۔ یا نہیں رقم ادا کرے گا۔ یا نہ اگر مر گیا تو جو ہوا اگر زندہ رہا اور رقم ادا کی تو سود کھائیگا۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا! وَأَحَلَّ

للّٰہ لبیع وحرم لربوا پ3ع6ایک اور جگہ اللہ نے فرمایا۔ یسئلونک عن لخمر و لمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنفع للناس واثمھما اکبر من نفعھما پ2ع11 ۲۱۹ ایک اور جگہ اللہ نے فرمایا! یاایھا لذین ءامنوا انما لخمر و لمیسر و لانصاب و لازلام رجس پ7ع2

وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الخمر والمیسر والکوبۃ والجبیر وقال کل مسکر حرام (مشکواۃ جلد2 صفحہ318)

سوم یہ کہ تعاون علی الاثم ہے۔

تعاونوا علی البر والتقوی ولاتعاونوا علی لاثم و لعدوان

(پ6ع5) لعل فیہ کفایۃ لمن لہ درایۃ

(ابوسیعد شرف الدین دہلوی) (فتاوی ثنائیہ۔ جلد2۔ صفحہ۔150)

تشریح

از قلم حضرت العلام مولانا عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکپوری

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد14ص126-127